# TQ Lesson 186 Surah Furqan Ayat 1-20 tafseer 2

اب آپ دیکھیں کہ دنیا میں کیا ہوتا ہے؟ اگر اولاد ہے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی خوف نہیں رہا، میرے پاس اولاد ہے تو یہ اولاد میرے مسائل کا حل ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی کے پاس اولاد نہیں ہوتی تو لوگ ڈر کر گود میں کسی کا بچہ لے لیتے ہیں کہ تنہائی کے ڈر سے، یا پھر ان کو لگتا ہے کہ مرنے کے بعد ہمارا وارث کون ہوگا؟ کون ہمارے کام آئے گا؟ تو یہاں پہ اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے اور اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ جس طرح سے اس کو اولاد نہیں ہے تو وہ کسی کو گود لے کر کے تنہائی میں، اکیلے پن میں اس کا کوئی سہارا بنے گا تو اسی طرح لوگوں نے اللہ کے ساتھ بھی اولاد کو جوڑ دیا کہ اللہ تعالیٰ کا فلاں بیٹا ہے جیسے فرشتے یا جنوں میں سے کوئی تو اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کا کوئی ڈر نہیں ہے کہ میرے کون کام آئے گا کب کام آئے گا کیا ہوگا کیونکہ یہ سخت جہالت اور گستاخی ہے تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے شرک کی جڑ کو کاٹ کر کیا کہا **وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا** جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا **وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا** جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک بھی نہیں ہے اس کا مطلب کیا ہے کہ ایسی بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا بادشاہت کر نہیں سکتا ،اتنی بڑی بادشاہت ہے تو اس کو کوئی ساتھ چاہیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور جب کوئی بیٹا بیٹی ہے ہی نہیں کوئی نسبی تعلق ہے ہی نہیں تو کیا ہے کہ اس کی بادشاہی میں بھی کوئی شریک نہیں ہے اب یہاں پہ اللہ تعالیٰ دلیل دے رہے ہیں کہ نہ کوئی بیٹا نہ کوئی اس کی بادشاہی میں شریک ہے جب بادشاہی اس کی تو ایک اور دلیل دی اور وہ کیا ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی یہ اللہ کی توحید اور یکتائی پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی کائنات میں چیزیں ہیں ساری کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے خود پیدا کی ہیں اور جب چیزوں کو پیدا کیا ہے خالق وہ ہے تو پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ دوسری بات کیا کہی کہ پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی اس کا ایک ترجمہ آپ یوں بھی کر سکتی ہیں کہ ہر چیز کو ایک اندازہ خاص پر رکھا ہر چیز کو پیدا کر کے ایک مناسب اندازہ پر اللہ تعالیٰ نے ٹھہرا دیا خالق بھی وہی ہر چیز اس نے مہیا کی پھر یہ کہ ہر چیز کا ایک اندازہ خاص ایک ٹھیک پیمانہ مقرر کر دیا مثلا آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب ہر چیز کو وجود دیا تو اس کی صورت جسامت اس کی قوت استعداد اس کے اوصاف اور خصائص یعنی اس کے اوصاف کیا ہوں گے اس کی خصوصیات کیا ہوں گی وہ کام کیا کرے گی اس کا کام کا طریقہ کار کیا ہوگا دنیا میں اس کی رہنے کی بقا کی مدت کتنی ہے اس کو عروج اور ارتقاء کب ملے گا اور اس کی حد کیا ہے اور زوال کیا ہے تو گویا کہ ہر چیز کی موت و روزی اور اس کا اندازہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا اور پھر اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسباب وسائل یہ ساری چیزیں فراہم کی مثلا آپ دیکھیں زمین کا جو چھلکا ہے اس کی مقدار کتنی ہے کہتے ہیں کہ زمین کا چھلکا ایک خاص مقدار میں ہے اگر اس کا چھلکا یا اس کی موجودہ مقدار چند قدم اور زیادہ اور زیادہ موٹی ہوتی تو نباتات کا وجود ختم ہو جاتا زمین کے اوپر کوئی نباتات اگ نہ سکتی اور پھر اس کا وجود برقرار نہ رہتا اسی طرح ہوا ہے اس میں آکسیجن کتنی ہے؟ اس میں آکسیجن اکیس فیصد ہے اگر یہ زیادہ ہو جاتی یعنی پچاس فیصد سے زیادہ ہو جاتی (کہتے ہیں کہ اس وقت بھی ہوا کے اندر جلنے کے قابل مواد ہوتا ہے اسی لیے ہوا جلدی سے آگ کو پکڑتی ہے لیکن وہ جلنے کے قابل مواد اتنا زیادہ نہیں ہے خاص مقدار میں ہے اگر وہ بہت زیادہ ہو جائے ) توہر طرف آگ ہی آگ لگ جائے اسی طرح کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے اندر اتنا توازن رکھا ہے کہ آسٹریلیا والوں نے بہت سال پہلے کی بات ہے کہ خربوزے کی کاشت کی اور خربوزے کی کاشت کیوں کی حفاظتی باڑ کے طور پر لیکن اس خربوزے کی کاشت نے حفاظت کی بجائے کیا کیا کہ وہ خربوزے کی بیل اتنی تیزی سے بڑی کہ انگلینڈ کے برابر رقبہ اس نے اپنی لپیٹ

میں لے لیا یہ خربوزہ اتنا زیادہ آسٹریلیا میں بڑھ گیا اب وہ مختلف دوائیاں اور چیزیں اور مختلف چیزیں استعمال کر رہے ہیں کہ کیسے اس کو ختم کریں یہ ختم ہونے میں نہیں آتا ان کے جو ماہرین تھے وہ بیٹھے پریشان ہوئے کیا کیا جائے تو کہتے ہیں خربوزے کی بیل تھی بھی خار دار جیسے کانٹوں والا ہوتا اس طرح کا تھا تو اب یہ کہتے ہیں کہ پھر ایک کیڑا ان کو ملا جس کی خوراک ہی وہ خار دار خربوزہ تھا پھر اس کیڑے کو انہوں نے وہاں پہ چھوڑا اور کچھ ہی عرصے میں وہ جو بیلیں تھیں وہ ختم ہو گئیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا کچھ علاج بھی مقرر کیا ہے اور بعض اوقات انسانی عقل اس پر حیران ہوتی ہے کہ کیسے اس کا خاتمہ کرے تو انسان تو نہ کر سکے لیکن وہ کیڑے کی خوراک تھی وہ اور کچھ کھاتا ہی نہیں تھا وہی کھاتا تھا اس طرح اس خار دار خربوزہ کا اسٹریلیا میں علاج کیا گیا اسی طرح آپ دیکھیں کہ ملیریا کا مچھر یہ چند علاقوں میں اور چند اوقات میں ہوتا ہے اگر پوری دنیا میں یہ پھیل جائے تو پھر کیا ہو کہ دنیا ختم ہو کر رہ جائے تو اسی طرح اگر میں اور آپ اپنے اپنے وجود کو دیکھیں انسانوں کو اگر ہم دیکھتے ہیں تو کسی کی ناک چھوٹی ہے کسی کی لمبی ہے کسی کی موٹی ہے آنکھیں چھوٹی ہیں کسی کی گول ہیں کسی کی جھیل جیسی ہیں قد مختلف ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خاص اندازے میں پیدا کیا ہے مثلاً ایک شخص جا رہا تھا باغ میں تو اس نے دیکھا کہ تربوز نیچے پڑا ہوا ہے کہنے لگا کتنا خوبصورت ہے کتنا بڑا ہے کتنا اچھا ہے پھر پتہ نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو نیچے کیوں رکھا ہوا ہے تھوڑی دور آگے گیا تو وہاں سیب تھے درختوں پر لگے ہوئے اور ایک سیب ٹوٹا اور اس کے سر پر آ کر لگا تو کہنے لگا شکر ہے یا اللہ یہاں تربوز نہیں لگا یہ ایک سیب ہی تو لگا ہے اگر تربوز اوپر لگا ہوا ہوتا تو کیا ہوتا اللہ تعالی نے ہر ایک کی ایک جسامت ایک شکل ایک صورت ایک اس کا اندازہ ایک اس کی مقدار ایک اس کی زندگی ایک اس کی موت کی حد بندی کی ہے مثلاً دنیا میں اگر کوئی فرعون ہے ایک اس زمانے میں فرعون تھا آج بھی بہت سے فرعون ہیں ایک خاص حد تک اللہ اس کو جانے دیتے ہیں پھر اس کے بعد اللہ تعالی اس کا ارتقاء اور اس کا عروج روک دیتے ہیں پھر وہ تنزل کی طرف جانے لگتا ہے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ یہ اللہ کی ذات ہے جو کسی کی رسی کو دراز نہیں کرتی **وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ** ہر چیز کو اس نے پیدا کیا **فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا** اور پھر ہر چیز کو ایک خاص اندازہ پر رکھا ہر چیز کی ایک خاص تقدیر مقرر کی تو کوئی بھی چیز جاندار ہو یا بے جان اللہ تعالی نے اس کا ایک اندازہ مقرر کر دیا تو اندازہ کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کا ایک وظیفہ مقرر کر دیا مثلا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کو موت نہ آئے ہر ایک کو مرنا ہے ہر ایک کو فنا ہونا ہے مثلا آپ پانی کو دیکھیں پانی کا کام کیا ہے کہ وہ نشیب کی طرف بہتا ہے پانی کے لیے ممکن نہیں ہے کہ کسی وقت وہ بلندی کی طرف بہنا شروع کر دے یا پستی کی طرف بہنے سے وہ رک جائے اب آگ کا کام ہے گرمی دینا آگ کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ ٹھنڈک فراہم کرنا شروع کر دے اب آپ دیکھیں کہ کتا ہے اب کتے کا خاص قد ہے اب کتے کو آپ کتنی ہی عمدہ غذا کیوں نہ کھلائیں لیکن اس کا قد گھوڑے کے برابر نہیں ہو سکتا اللہ تعالی نے اس کی ایک حد مقرر کر دی ہے یہ ہے اللہ تعالی کا اندازہ کہ اللہ تعالی نے ہر ایک کے لیے ایک حد معین کی ہے کوئی ان حدود سے نکل نہیں سکتا سب ان حدود کے پابند ہیں تو اس ساری بات کا نچوڑ کیا نکلا کہ جب یہ پوری کائنات اللہ کی حدود کی پابند ہے اور اللہ کے مقرر کیے قانون پر چلتی ہے تو پھر میں اور آپ اللہ کے بندے کیوں نہیں بن جاتےاللہ سورت یٰسین آیت 38 میں فرماتے ہیں۔ **وَ الشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّہَا ؕ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ** (۳۸) اور سورج اپنے ایک معین مدار پر گردش کرتا ہے اور یہ خدا عظیم اور علیم کی منصوبہ بندی ہے **تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ** اسی طرح سورت الحجر میں آپ پڑھ چکیں۔ **وَاِنْ مِّنْ شَىْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۖ وَمَا نُنَزِّلُـهٝ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (21)**اور ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے موجود ہیں لیکن ہم ان کو ایک خاص

اندازے ہی کے ساتھ اتارتے ہیں۔ تو مطلب کیا ہے کہ کائنات جب اللہ تعالی کی عبادت کر رہی ہے اپنے اندازے پر وہ چل رہی ہے تو پھر ہمیں بھی غور کرنا چاہئے کہ ہم کیا کر رہے ہیں

**آیت نمبر 3. وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا**

**ترجمہ۔ لوگوں نے اُسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جِلا سکتے ہیں، نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں**

اللہ تعالی کہہ رہے ہیں انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنا لیے **وَاتَّخَذُوا** اور پکڑ لیے اور بنا لیے **مِن دُونِهِ آلِهَةً** اب سوال یہ ہے کہ **دُونِهِ** کے معنی کیا ہے اس کے علاوہ، اس سے آگے، اس سے ہٹ، کر کس سے ہٹ کر اللہ تعالی سے ہٹ کر اللہ کو چھوڑ کر **الہ** کی جمع کیا ہے آلِهَةً دوسرے معبود بنا لیے تو اب اللہ تعالی اہلِ مکہ اور جو وہ شرک کر رہے تھے اس کا توڑ کرتے ہیں اور کیا کہتے ہیں کہ ایک تو میں الہ ہوں جو خالق بھی ہوں مالک بھی ہوں اور ہر چیز کو **فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا** بنایا اور انہوں نے جو اپنے الہ بنائے ہیں مجھے چھوڑ کر ان کا حال کیا ہے کچھ پیدا بھی نہیں کر سکتے **وَہُمْ يُخْلَقُونَ** بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں اب آپ دیکھ لیں کہ انسان جن کو معبود سمجھتا ہے فرشتے جن، انبیاء، اولیاء سورج، چاند، ستارے، درخت، جانور اور جن جن انسانوں کو بھی معبود بناتا ہے کبھی پتھر سے تراش کر کبھی لکڑی کے بُت تو وہ کیسے ہیں **لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ** جو پیدا تو نہیں کرتے کسی چیز کو بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں **وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ** اپنے لیے کوئی ان کی ملکیت ہی نہیں ہے ان کا حال یہ ہے کہ وہ اختیار نہیں رکھتے **وَلَا يَمْلِكُونَ** ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے کس چیز کا لِأَنفُسِهِمْ اپنی ذات کے لیے **ضَرًّا وَلَا نَفْعًا** نہ کسی نفع کا نہ کسی نقصان کا اختیار ہے اورجو کسی کو نفع نہ پہنچا سکے اور نقصان نہ دے سکے تو اس کو معبود کیسے بنایا جائے تو دلیل اللہ تعالیٰ نے بڑی زبردست دی کہ ایک کوئی چیز پیدا نہیں کی خود پیدا کیے جاتے ہیں نمبر دو نفع اور نقصان پہنچانے کا کوئی اختیار قدرت ان کے پاس نہیں ہے نمبر تین **وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا** اس میں تین باتیں اللہ تعالیٰ نے ایک بات میں کہیں **وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا** یہ کسی کو مار بھی نہیں سکتے **وَلَا حَيَاةً** نہ کسی کو زندگی دے سکتے ہیں **وَلَا نُشُورًا** اور نہ کسی مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں وَلَا **نُشُورًا** کے معنی کیا ہیں کہ دوبارہ اٹھا کھڑا کرنے کے مالک نہیں ہیں یعنی یہ ظالم جن کو عبادت میں شریک کرتے ہیں کسی بھی چیز کا ان کے پاس کوئی بھی اختیار نہیں ہے تو یہاں پر اللہ تعالیٰ نے انکے شریکوں پر ضرب لگائی ہے اور تین دلائل دے کر ضرب لگائی ہے نمبر ایک کہ کوئی چیز پیدا نہیں کی نمبر دو نفع نقصان کا کوئی اختیار نہیں ہے نمبر تین زندگی موت اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھا کھڑا کرنا اس کی بھی ان کے پاس طاقت نہیں ہے تو اب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرقان نازل کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو نبی کو نذیر بنایا اور فرقان کو نذیر بنایا تو انہوں نے لوگوں کو کیا بات بتائی تھی انہوں نے یہی بات تو بتائی تھی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ مرنے کے بعد تم اٹھا کھڑے کیے جاؤگے تم مروگے پھر اٹھا کھڑے کیے جاؤگے پھر حساب کتاب ہوگا تو جب یہ کر نہیں سکتے تو اس چیز کا ان کے اندر شعور بھی نہیں ہے اب یہاں سے اللہ تعالیٰ اہل مکہ کے جواعتراضات تھے ،جو ان کا پروپیگنڈا تھا، ان کے وہ اقوال جس سے

قریش کے سردار عوام کو بدگمان کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ ان کو گن رہے ہیں اور ان کو گنوا رہے ہیں اور یہ اقوال آیت نمبر 9 تک چلیں گے

**آیت نمبر 4. وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا**

**ترجمہ۔ جن لوگوں نے نبیؐ کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ فرقان ایک من گھڑت چیز ہے جسے اِس شخص نے آپ ہی گھڑ لیا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اِس کام میں اس کی مدد کی ہے بڑا ظلم اور سخت جھوٹ ہے جس پر یہ لوگ اتر آئے ہیں**

اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا انکار کیا نہیں ہے مگر یہ ایک من گھڑت چیز ہے **افک** کا معنی کیا ہوتا ہے پھیر دینا ، پلٹ دینا اور جھوٹ کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ یہ بات کہتے ہیں اور کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا انکار کیا کس سے کفر کیا نبی کی بات ماننے سے نبی نذیر ہے ، قرآن کی بات ماننے سے جو فرقان اور نذیر ہے جب انہوں نے اس کو ماننے سے کفر کیا انکار کیا تو کہنے لگے **إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ** کہ یہ افک ہے اصل میں یہ **إِفْكٌ** تھا آپ کو افکُ نظر آرہا ہے (کیونکہ جو دوسری پیش ہے نا دوسری پیش کی جگہ نون ہے اس کو نون قطنی بھی کہتے ہیں تو نون کے نیچے زیر دے کے اگلی بات کو ملا دیا گیا ہے تو جو عربی قرآن آپ دیکھیں گے تو وہاں پہ آپ کو اِفکُ نہیں نظر آئے گا) اور ان لوگوں کو پتہ ہوتا ہے کہ اس کو اس طرح سے پڑھنا ہے **إِفْكٌ افْتَرَاهُ** کہ یہ ایک من گھڑت چیز ہے کیا چیز یعنی قرآن مجید **افْتَرَاهُ** اس کو گھڑ لیا ہے کس کو گھڑ لیا ہے قرآن کو گھڑ لیا ہے **وَأَعَانَهُ** اور اس کی مدد کی ہے کس کی مدد کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی ہے **وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ** میں **عَلَيْهِ** کی ضمیر کس کے لیے ہے یعنی رسول اللہ کے لیے کہ رسول اللہ نے قرآن کو گھڑ لیا اور رسول اللہ کی مدد کی **قَوْمٌ آخَرُونَ** ایک دوسری جماعت نے ایک دوسرے گروہ نے یعنی کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی ہے کس چیز میں مدد کی قرآن کے گھڑنے میں اور آپ کو یہ بات پتہ ہی ہے کہ اہل مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ کہتے تھے کہ چالیس سال تک تو یہ کچھ جانتے ہی نہیں تھے اس کی زبان سے ہم نے ایسی بات کوئی سنی نہیں تھی اچانک اس کی زبان سے ایسی باتیں کیسے آنے لگیں تو وہ کہتے تھے کہ راتوں کو چپکے چپکے چھپ چھپ کر کوئی آتا ہے ان کو سکھا جاتا ہے اور پھر یہ جب پڑھ لیتے ہیں یاد کرتے ہیں اور پھر صبح اٹھ کر دن کو لوگوں کو سناتے ہیں وہ چند لوگوں کے نام لیتے تھے اور وہ کن لوگوں کے نام لیتے تھے جو اہل کتاب میں سے تھے پڑھے لکھے تھے اور مکہ میں رہتے تھے جیسے ایک وہ نام لیتے تھے یعنی عداس ( حُوَیطِب بن عبد العزّیٰ کا آزاد کردہ غلام ) یَسَار ( علاء بن الحضرمی کا آزاد کردہ غلام ) اور جَبرْ ( عامر بن ربیعہ کا آزاد کردہ غلام) ۔ تو اللہ رب العزت یہ بتاتے ہیں کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اس کتاب کے گھڑنے میں رسول اللہ کی مدد کرتے ہیں اور چند نام میں نے آپ کو بتائے بھی ہیں جس میں عداس یسار اور جبر اس کے علاوہ کبھی وہ کہتے تھے کہ جیسے یہ عیسائیوں میں سے ہیں کبھی وہ کہتے تھے کہ یہ یہودیوں میں سے ہیں تو اب آپ دیکھیں کہ خود تو وہ ایمان نہ لائے تو رسول اللہ کی مدد کیسے کرتے اور اللہ رب العزت یہاں پہ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ ان کا حال کیا ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو خود گھڑا ہے اور اس کی مدد کی ہے ایک دوسری قوم نے تو قَوْمٌ آخَرُونَ میں آپ ان تین کا نام لے سکتیں ہیں اور بھی اسی طرح کہ جن کا وہ نام لگاتے تھے **فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا** ۚ اب اللہ رب العزت وہ سخت جملہ بول رہے ہیں اللہ تعالیٰ اعلان کر رہے ہیں کہ یہ لوگ جو بات کہہ رہے ہیں **فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا** ۚ یہ لے آئے ہیں یہ اتر آئے ہیں **ظُلْمًا وَّزُوْرًا** ۚ اب ظلم

ہی کافی ہے ظلم جو ہے اس کے معنی کیا ہے کہ شرک کرنا کسی چیز کو کسی کے محل پر نہ رکھنا اس کی صحیح جگہ پر نہ رکھنا تو اب ان کا ظلم کیا ہے یہ شرک ہے ان کا **فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ** انہوں نے بڑا ظلم کیا، بڑی بے انصافی کی بات کی، اب ظلم ہی کافی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے **وَّزُوْرًا** بھی کہہ دیا اور" **زور** "میں آپ کو بتا چکی کسے کہتے ہیں **( ز و ر )** سینے کے اوپر یہ جو ٹیڑھ ہے اس کے لیے آتا ہے جیسے سینہ مڑا ہوتا ہے تو اس طرح وہ لوگ جو حق بات سیدھی بات ہوتی ہے اس کو چھوڑ کر ٹیڑھ اختیار کرتے ہیں تو گویا کہ وہ حق کو چھوڑ کر ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ انہوں نے بڑا ظلم کیا **وَّزُوْرًا** اور سخت جھوٹ بات کہی جھوٹ نہیں بلکہ کیا ہے سراسر جھوٹ اگر آپ اس کا ترجمہ صرف جھوٹ کریں تو پھر کذب لفظ بھی تو آ سکتا ہے معنی کیا ہیں یہاں پر کہ انہوں نے بڑی بے انصافی کی بات کہی اور انہوں نے سرا سر جھوٹ بولا ان کا یہ کہنا کہ قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا لیا ہے یا پھر کسی اور نے رسول اللہ کی مدد کی ہے یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے یہ سرتاپا جھوٹ ہے یہ بڑی بے انصافی کی بات ہے **فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ** یہاں پر بڑا ہی اللہ تعالی کا ڈانٹنے والا انداز ہے بڑا ہی سخت انداز ہے کہ یہ قرآن کی اور نبی کی مخالفت میں اتنا بڑھ گئے اور اللہ تعالی نے آپ دیکھیں کہ جو انہوں نے ڈھٹائی کے ساتھ بڑا جرم کیا ہے تو اللہ کا انداز کیا ہے بڑی مختصر سی بات کہہ کے لیکن سخت بات کہہ کے اللہ نے بات کو ختم کر دیا کہ ان کے حال کو تو دیکھو **فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ** اندازہ کرو پھر ان کا انجام کیا ہوگا

**آیت نمبر 5. وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا**

**ترجمہ۔کہتے ہیں یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنہیں یہ شخص نقل کرتا ہے اور وہ اِسے صبح و شام سنائی جاتی ہیں**

اور یہ کہتے ہیں **وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ** کہ یہ سطریں ہیں پہلے وقتوں کی، پرانے زمانے کی یا پرانے لوگوں کی یہ تحریر کردہ سطریں ہیں **اكْتَتَبَهَا** جس کو لکھ لیا ہے **اكْتَتَبَهَا** اس کے معنی کیا ہیں؟ اصل میں کتابَ کے معنی ہوتے ہیں کہ لکھنا اور آپ کو پتہ ہے عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ اگر اس میں ایک نقطے کا اضافہ ہو اور ایک حرف کا اضافہ ہو اور اعراب کا فرق ہو جائے تو معنی بالکل بدل جاتے ہیں اور اب آپ دیکھیں کتاب تین حرفی ہے لیکن جو ہے **اكْتَتَبَهَا** تو کتنے حروف میں اضافہ ہو گیا تو اس کے صحیح مفہوم لغت کے اعتبار سے کیا ہے کہ اس نے درخواست کی کہ اس کے لیے لکھ دیا جائے کتاب کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ نے اس کو لکھ لیا ہے بلکہ **اكْتَتَبَهَا** کے معنی مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اس کا ایک معنی یا ترجمہ ہے کہ اس نے خود درخواست کی **اكْتَتَبَهَا** یعنی اس کے لیے لکھ لیا جائے اور ایک ترجمہ اس کا یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ہے تو یہ **أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ** پرانے زمانے کے پہلے جو لوگ ہیں یہ اُن کی تحریریں ہیں جن کو اس نے لکھ لیا ہے یعنی پہلی باتیں ہیں اور جیسے بندہ کہیں سے نقل کر کے لکھ لے تو کیا معنی ہے اِکْتَتَبَہَا اس نے اُن کو لکھ لیا ہے تو بات تو ایک ہی ہے کہ درخواست کی ہے کہ کوئی اس کے لیے وہ پرانی باتیں لکھ دے یا آپ نے خود اس کو لکھ لیا تو دونوں باتیں صحیح ہیں اُن کا یہ مطلب تھا کہ یہ نقلیں ہیں پہلوں کی اور رسول اللہ ﷺ نے نعوذ باللہ خود لکھ لیں ہیں اور پھر اُس کے بعد کیا کہتے تھے فَہِیَ **تُمْلٰی عَلَیْہِ** اگر اس کا ترجمہ یہ کریں کہ اس نے لوگوں سے یہ کہا درخواست کی کہ اس کے لیے لکھ لیں جائیں تو پھر فَہِیَ تو یہ تحریریں جو ہیں **تُمْلٰی عَلَیْہِ** اس کو نقل کرائی جاتی

ہیں **تُمْلَىٰ** اِمْلَاَ کرانا لکھوانا تو اس کو سُنائی جاتی ہیں **اِمْلَا** کروائی جاتی ہیں کب **بُكْرَةً وَأَصِيلًا** صبح وشَام یعنی نقل اس کی درخواست پر کر لی گئی ہیں اب اس کو صُبَح اور شام لکھوائی جاتی ہیں یا یہ کہ اس کی درخواست پر صُبَح اور شام اس کے لیے لکھی جاتی ہیں اور یا پھر آپ یہ کہیں گے کہ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے لوگ تو مانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا پڑھنا جانتے ہی نہیں ہیں امی ہیں اور جب آپ لکھنا نہیں جانتے تو دوسروں سے درخواست کرتے ہیں اور آپ کے لیے وہ لکھ کر تیار کر دیتے ہیں اور یا پھر یہ ہے کہ انہوں نے لکھ رکھے ہیں اگلے افسانے اب بس وہی صُبَح اور شام اس کے سامنے پڑھے جاتے ہیں ان کے یا لوگوں کے اور آپ کے لیے لکھے جاتے ہیں یا آپ کو لکھوائے جاتے ہیں یا پھر آپ کو صبح شام سنائے جاتے ہیں) آگئی سمجھ بات کی اب آپ دیکھیں کہ کیسا کیسا ان کا الزام تھا

**آیت نمبر 6. قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا**

**ترجمہ۔اے محمدؐ، ان سے کہو کہ "اِسے نازل کیا ہے اُس نے جو زمین اور آسمانوں کا بھید جانتا ہے" حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا غفور رحیم ہے**

اللہ رب العزت کہہ رہے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہو **أَنزَلَهُ** اس کو نازل کیا ہے کسے نازل کیا ہے قرآن کو اس کو نازل کیا ہے **الَّذِي** اس ذات نے **يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** جو جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے بھید **إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا** حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا غفور اور الرحیم ہے تو اب یہ کہ ایک طرف قریش والوں کو ڈانٹا جا رہا ہے دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جاری ہے اور تیسری طرف اللہ تعالیٰ اعلان کر رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دیجئے اس کو نازل کیا ہے اس نے جو زمین اور آسمانوں کا بھید جانتا ہے معنی اس کے کیا ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو خوب پتہ ہے کہ یہ کس کا کلام ہے کس نے نازل کیا اور اہل مکہ کا یہ بات کہنا کہ آپ نے اس کو گھڑ لیا ہے یا کوئی آپ کو آکے سنا جاتا ہے آپ کسی سے سیکھ لیتے ہیں اور دوسروں کو سناتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ تو اس نے نازل کیا ہے جو جانتا ہے آسمانوں اور زمین کا بھید تو اس سے دراصل مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو صرف یہی علم نہیں کہ کہ قرآن کیا ہے اور یہ اللہ کی کتاب ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پتہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹ بات کر رہے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو اتارنے والا علیم ہے وہ خبیر ہے کہ آسمان اور زمین کے اندر کون جھوٹ بولتا ہے کون زیادتی کرتا ہے اور کس طرح کی وہ بات کرتا ہے تو یہاں پہ اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ جو رب آسمانوں زمین کی بات جانتا ہے تو اسی نے تو قرآن نازل کیا اسی کو پتہ ہے کہ یہ اللہ کا رسول ہے اور سچا ہے اور اسی کو پتہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں تو **يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** بھید جانتا ہے آسمان اور زمین کے **إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا** بے شک وہ بخشنے والا اور مہربان ہے تو یہاں پہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات کیوں کہی کہ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے اور مہربان ہے تو دراصل یہ فقرہ بڑا معنی خیز ہے اس کے معنی یہ ہے کہ کیا شان ہے اللہ کی رحیمی کی اور غفاری کی کہ جو لوگ حق کو نیچا دکھاتے ہیں حق پر بہتان گھڑتے ہیں پھر ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی غفاری اور رحیمی ہے کہ وہ ان کو مہلت دیتا ہے اور ان کی یہ جو **ظُلْمًا وَّزُوْرًا** جیسی باتیں سننے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دیتا ہے تو یہاں پہ یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پکڑ نہیں رہا ٹھیک ہے کہ وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے تو یہ دراصل اللہ تعالیٰ نے ان کو مہلت دی ہے اس میں دراصل ایک نصیحت کی جارہی ہے کہ ظالموں اب بھی کفر سے ظلم سے باز آجاؤ حق بات کو سیدھی طرح مان لو تو آج بھی ساری

غلطیاں معاف ہو سکتیں ہیں جو اب تک تم نے کیں ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کیسا ہے غفور الرحیم ہے بخشنے والا ہے تم لوگ اپنے شرک سے باز آجاؤ

**آیت نمبر 7. وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا**

**ترجمہ۔کہتے ہیں "یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ کیوں نہ اس کے پاس کوئی فرشتہ بھیجا گیا جو اس کے ساتھ رہتا اور (نہ ماننے والوں کو) دھمکاتا؟**

اور وہ کیا اعتراضات کرتے تھے **وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ** کہتے تھے کیسا ہے یہ رسول **يَأْكُلُ الطَّعَامَ** وہ کھاتا ہے کھانا **وَيَمْشِىْ فِى الْاَسْوَاقِ** اور چلتا ہے بازاروں میں **لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ** کیوں نہ اس پر نازل کیا گیا کوئی فرشتہ **فَيَكُونَ مَعَهُ** جو اس کے ساتھ رہتا **فَيَكُونَ مَعَهُ** آپ کے ساتھ ہوتا آپ کی معیت میں اور کیا کرتا **نَذِيرًا** جو لوگ رسول کا انکار کرتے تو وہ ناماننے والوں کو ڈراتا **نَذِيرًا** تو ناماننے والوں کو وہ فرشتہ دھمکاتا اب آپ دیکھیں کہ اہل مکہ کا یہ ایک اور اعتراض تھا **مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ** کیسا رسول ہے بڑے تعجب کے ساتھ بڑے طنز کے ساتھ وہ یہ کہتے تھے کہ رسالت کا دعویٰ ہے اور ہماری ہی طرح کھاتے پیتے ہیں ہماری طرح ضروریات زندگی کے یہ محتاج ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں **مَالِ هَٰذَا الرَّسُوْلِ** جیسے کسی کو کہنا بڑا بنتا پھرتا ہے کیا ہے اس کو یہ **رَسُول** کیسا ہے یہ کھاتا ہے پیتا ہےاور آج بھی کیا سمجھا جاتا ہے کہ فلاں تو اتنا پہنچا ہوا ہے کہ کتنے کتنے دن کھانا ہی نہیں کھاتا فلاں تو اتنا پہنچا ہوا ہے وہ سوتا ہی نہیں ہے اس نے شادی بھی نہیں کروائی تو بندگی کا ایک اعلیٰ مقام یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ عام بندوں کی طرح ایکٹ نہ کرے اگر وہ عام بندوں کی طرح ایکٹ کرے سوئے بھی کھائے بھی پیے بھی بچے بھی ہوں تو کہتے ہیں کہ نہیں یہ کیا پھر بندگی ہوئی تو ولایت کا اعلیٰ مقام یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ شخص بشری حاجات ضروریات اور تقاضوں سے مبرا ہو یہ اہل مکہ بھی کہتے تھے اور آج بھی بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ ہاں فلاں جو ہے وہ اگر اتنا پہنچا ہوا ہے تو پھر اس کو تو نیند بھی آتی ہے وہ تو کھانا بھی کھاتا ہے اور جیسے میں نے آپ کو ایک واقعہ بھی سنایا تھا جنید بغدادی کا اور عبداللہ بن مبارک رحمت اللہ علیہ کے بارے میں بعض لوگ کیا کہتے تھے ان کے بارے میں کیونکہ کوئی ان کے پاس گیا اور کسی نے کہا کہ بڑا پہنچا ہوا بزرگ ہے تو کافی دن ان کے پاس رہا اور پھر واپس آنے لگا تو آپ نے جو بھی بزرگ تھے جنید بغدادی یا جو بھی تھے انہوں نے کہا کہ آپ حضرت آئے بھی اور اب جانے بھی لگے آپ نے بتایا نہیں کہ آپ آئے کس لیے تھے اور پھر آپ خاموشی سے جا کیوں رہے ہیں تو وہ کہنے لگا کہ اصل میں آیا تو آپ کی بہت کرامات سن کر تھا کہ بڑے پہنچے بزرگ ہیں لیکن اتنے دنوں سے میں آپ کے پاس ٹھہرا ہوں میں نے کوئی آپ کی کرامت ہی نہیں دیکھی انہوں نے پوچھا حضرت اچھا یہ بھی بتاؤ جتنے دنوں سے تم ٹھہرے ہو کیا کوئی بات تم نے میری زندگی میں قرآن اور سنت کے خلاف بھی دیکھی چلو مجھے وہی بتاتے چلو انہوں نے کہا کہ میں نے کرامت تو کوئی نہیں دیکھی لیکن کوئی بات آپ کو قرآن اور سنت کے خلاف بھی کرتے میں نے نہیں دیکھا تو کہا کہ جنید بغدادی کی یہی کرامت ہے۔ تو اصل کرامت یہی ہے کہ بندگی میں عبادت کرنا یعنی بندہ بن کر اللہ کا ہو جانا بعض لوگ جب کوئی مر جاتا ہے یا کسی کی تعریف کے یا استاد کی تعریف کے گن گاتے ہیں جی اس کو غصہ ہی نہیں آتا اس کا مطلب وہ بندہ نہیں ہے اگر اس کو غصہ ہی نہ آئے تو وہ بندہ ہی نہیں ہے جی وہ تو کھانا بھی نہیں پکاتے اور وہ عام لوگ جس طرح سے رہتے ہیں

اس طرح سے وہ رہتے ہی نہیں حالانکہ عام انسان کے جو طور طریقے اور تقاضے ہیں تو استاد تو انہیں پر رہتا ہے اور پھر سب کو لے کے چلتا ہے تو پھر بعض لوگ کیا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کھانا پکانا یہ میرا کام نہیں ہے اس لیے کہ میرا استاد جو نہیں پکاتا تو ایک دفعہ کسی نے دیکھا کہ استاد گھر میں جھاڑو دے رہیں ہیں تو جو شاگرد تھی اس نے جا کر گھر والوں سے کہا کہ کیسے ہیں آپ انکی عزت ہی نہیں کرتے کہ یہ جھاڑو دے رہیں ہیں حلانکہ یہ تو اور زیادہ تواضع اور خدمت اور انکساری ہے کہ وہ ایک عام انسان ہے وہ سارے کام کرتا ہے وہ کپڑے بھی دھوتا ہے وہ کھانا بھی پکاتا ہے وہ جھاڑو بھی دیتا ہے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلو بھی ہمارے سامنے آتا ہے کہ آپ نے بٹن بھی لگائے آپ نے مشکیزہ جس میں پانی بھرا جاتا تھا اس کو سیا بھی پیوند کاری کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کاموں میں اپنی ازواج مطہرہ کی مدد بھی کرتے تھے عام انسان کا ایک معیارسامنے آتا ہے آپ کو بھوک بھی لگتی تھی آپ کو پیاس بھی لگتی تھی جب غزوہ احزاب میں جسے غزوہ خندق بھی کہا جاتا ہے جب صحابہ آپ کے پاس آئے پریشان حال اور انہوں نے بتایا کہ ہم بہت بھوکے ہیں اور انہوں نے اپنے پیٹ دکھائے جس پر پتھر باندھا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنا پیٹ دکھایا کتنے پتھر باندھے ہوئے تھے دو پتھر باندھے ہوئے تھے جب صحابہ کو خندق کھودنے کی دس دس ہاتھ یا جو جگہ بھی سونپی گئی تو رسول اللہ نے بھی اپنے لیے وہ جگہ لی تھی کھودنے کے لیے تو آپ دیکھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہم بات یہ ہے کہ وہ ایک عام انسان تھے یعنی عام انسانیت میں رہ کر انہوں نے بندگی کی ہے ایسے ہی ہے ۔ ”زندگی آمد برائے بندگی ،زندگی بے بندگی شرمندگی“ اور اہل مکہ کا اس بات پر جھگڑا تھا کیسا ہے یہ رسول جو کھانا کھاتا ہے تو کھانا کھانا عیب نہیں ہے کھانے کے لیے جینا یہ عیب ہے اتنا کھائیں کہ زندہ رہ سکیں اور اللہ کی بندگی کریں یعنی کھانا پینا زندگی کا مقصد نہ بن جائے آج جیسے بہت سے لوگوں کی زندگی کا مقصد کھانا پینا ہے اور اسی طرح بعض لوگوں کی زندگی کا مقصد بازاروں میں ہی جانا ہے ویسے بازار میں چلے جانا ضرورت کے مطابق کوئی ایسی بات نہیں ہے لیکن رسول اللہ کو بازار سب سے زیادہ ناپسند تھا کیونکہ یہ دنیا ہے اور دوسرا یہ کہ انسان اللہ کی عبادت سے غافل ہو سکتا ہے وہ کھانا کھاتا ہے **سوق** نہیں کہا بلکہ **الْاَسْوَاقِ** سوق کی جمع ہے یہ بازاروں میں چلتا پھرتا ہے یعنی عام انسانوں کی طرح گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلیوں میں چلنا پھرنا ضروریات زندگی رکھنا تو یہ بڑی عجیب بات ہے اس پر اللہ نے کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل کر دیا جو اس کے ساتھ ہوتا اور جو نہ مانتے ان کو ڈراتا دھمکاتا آج بھی بعض لوگوں کے ساتھ دربان ہوتے ہیں دو تین چار لوگ آگے پیچھے ایک پرہ بنا کر ایک چھتری کی طرح ان کے ساتھ چلتے ہیں تو کہتے ہیں بڑا پہنچا ہوا ہے یعنی ان کے لیے راستہ بنانا ان کے لیے کرسی آگے کرنا ان کے لیے کھانا آگے بچھانا کہتے ہیں کیا مقام ہے۔ دنیا ان کے آگے پیچھے چلتی ہے تو اصل بات کیا ہے آپ دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کا پرہ تو نہیں ہوتا تھا نہ کوئی فرشتوں کا پرہ ہوتا تھا جو ہر وقت آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یعنی جب قیصر و کسری کا ایلچی، سفیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنا چاہتا تھا اب وہ لوگوں سے پوچھ رہا ہے بڑا وہ تیار ہو کر آیا اور پوچھ رہا تھا کہ کہاں ہیں آپ کے بادشاہ تو اس نے سوچا کہ کہیں کوئی دربار لگا ہوگا کہیں کافی من سونا اوپر لگا ہوگا عالی قسم کا زرک برک لباس پہنا ہوگا تو مسجد نبوی میں پتہ کیا تو وہاں نہیں باہر پتہ کیا تو یہاں نہیں وہاں دیکھ لو وہاں دیکھ لو نشانی کیا ہے یہیں کہیں ہوں گے تو جب دیکھا تو زمین پر لیٹے ہوئے تھے پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور وہ شخص مبہوت ہو گیا کہ یہ ہے وہ بادشاہ اس وقت قیصرو کسری جس کا نام سن کر ڈرتے تھے حضرت عمر کے زمانے میں لوگ ان کا نام سن کر ڈرتے تھے کوئی دربار نہیں تھا کوئی ایلچی ساتھ نہیں تھا تو اصل

بات کیا ہے کہ اہل مکہ بھی یہ کہتے تھےکیونکہ خود سردار تھے تو کہتے تھے کیسا نبی ہے کہ اس کے ساتھ کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کیا جو انکار کرتا تو ساتھ ساتھ ڈراتا چلا جاتا

**آیت نمبر 8. أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا**

**ترجمہ. یا اور کچھ نہیں تو اِس کے لیے کوئی خزانہ ہی اتار دیا جاتا، یا اس کے پاس کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ (اطمینان کی) روزی حاصل کرتا" اور ظالم کہتے ہیں "تم لوگ تو ایک سحر زدہ آدمی کے پیچھے لگ گئے ہو"**

یا پھر اللہ نازل کر دیتا، اتار دیتا، یا انڈیل دیا جاتا **يُلْقَىٰ** القا کر دیا جاتا جیسے ملاقات ہوتی ہے جب ڈال دیا جائے **إِلَيْهِ** اس کے طرف **كَنزٌ** خزانہ کہ کوئی خزانہ ہی ان کے طرف جو ہے وہ ڈال دیا جاتا **أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ** یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا یا **يَأْكُلُ مِنْهَا** کہ جس سے یہ اطمینان کی روزی کھاتا تو جیسے آج کے زمانے میں فیکٹریوں ہوتی ہیں فیکٹریوں، کاروبار ہوتے ہیں کسی کے کئ کئ کاروبار ہوتے ہیں لوگ گھر بیٹھے ہوتے ہیں اور کھا رہے ہوتے ہیں اس زمانے میں باغیچیے ہوتے تھے اور سردار ہوتے تھے اب یہ کہ کوئی باغ ہوتا جس میں اس کو کچھ بھی نہ کرنا پڑتا محنت مشقت اور گھر بیٹھے اطمینان کی روزی کھاتا تو یہ اعتراضات تھے ان کے اور آپ دیکھیں کہ کتنے اعتراضات ہیں نمبر 1 کھانا کھانا نمبر 2 بازاروں میں چلنا نمبر 3 فرشتے کا ساتھ نازل نہ ہونا نمبر 4 خزانہ نہ ہونا نمبر 5 باغ کا نہ ہونا تو پانچ اعتراض کرنے کے بعد وہ کہتے تھے۔ **وَقَالَ الظَّالِمُونَ** اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ظالموں نے کہا **وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا** کہتے تھے کہ یہ ایسا آدمی ہے **مَّسْحُورًا** جس کے اوپر جادو کر دیا گیا ہے یہ ایک سحرزدہ آدمی ہے **تَتَّبِعُونَ** تم لگ گئے ہو اس کے پیچھے **وَقَالَ الظَّالِمُونَ** اور ظالم کہتے ہیں **إِن تَتَّبِعُونَ** نہیں تم پیچھے لگے **إِلَّا** مگر **رَجُلًا مَّسْحُورًا** ایک سحرزدہ آدمی کے اب آپ دیکھیں کہ اِن کی اپنی بات میں ہی تضاد ہے ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ **رَجُلًا مَّسْحُورًا** دوسری طرف کہتے ہیں کہ اِن کو آکے کوئی سکھا جاتا ہے **فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا** اگر جادو کسی پر ہو جائے تو وہ شخص تو پھر بہکی بہکی باتیں کرتا ہے اس کو کون سکھا سکتا ہے اس کو تو سمجھ ہی کچھ نہیں آتی تو ایک طرف کہتے تھے کوئی سکھا جاتا ہے اور دوسری طرف کہتے تھے **رَجُلًا مَّسْحُورًا**

**آیت نمبر 9. انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا**

**ترجمہ. دیکھو! کہ یہ لوگ آپ کی نسبت کیسی کیسی باتیں بناتے ہیں. پس جس سے وہ خود ہی بہک رہے ہیں اور کسی طرح راہ پر نہیں آسکتے**

اللہ رب العزت کہتے ہیں **انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ** دیکھو غور کرو کہ کیسی کیسی یہ مثالیں دے رہے ہیں **ضَرَبُوا** کے معنی کیا ہیں مثالیں دینا **لَكَ الْأَمْثَالَ** تیرے سامنے یعنی یہ لوگ تمہارے آگے کیسی کیسی مثالیں دے رہے ہیں **فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا** کہ یہ ایسے لوگ ہیں **فَضَلُّوا** بہک گئے ہیں **فَلَا**

**يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا** اور اب ان کو کوئی راستہ نہیں مل رہا تو آپ دیکھیے کہ یہاں پر جو ہے **فَضَلُّوْا** کا لفظ کس معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے ضَالین ضَلُّوا کا روٹ کیا ہے **(ض ل ل )**تو معنی یہ ہے کہ اب یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں یہ بہک گئے ہیں یہ کیسی کیسی باتیں کرتے ہیں **ضَرَبُوا الْأَمْثَال** آپ کہہ لیں آپ اسی سے اردو میں بھی کہتے ہیں ضربُ الْمِثْل یہ چیز مشہور ہے تو یہ ایسی عجیب حجتیں پیش کرتے ہیں تمہارے آگے **فَضَلُوا** کہ یہ بہک گئے ہیں **يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا** اور یہ طاقت ہی نہیں رکھتے کسی راستے کی یعنی اب گویا کہ ان کو کوئی بات سوجھتی نہیں ہے یہ اللہ کے نبی کی مخالفت میں قرآن کی مخالفت میں بالکل مجنوں ہو گئے، دل کا بخار نکالنا اور ایسی عجیب عجیب باتیں کرتے تھے کہ خود ہی وہ باتیں ان کے مخالف جاتی تھیں اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ بالکل ہی بھٹک گئے ہیں یہ لوگ **فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا** تو یہاں آیت نمبر 9 تک اللہ رب العزت نے جو معترضین تھے ان کے اعتراضات نقل کیے ہیں۔ اور آیت نمبر 9 اور آیت نمبر 8 میں اللہ رب العزت نے ان کی حواس باختگی کو نقل کیا ہے کہ ایک طرف کہتے ہیں کہ کوئی سکھا گیا ہے دوسری طرف کہتے ہیں کہ **اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا** تو گویا کہ یہ بڑی عجیب باتیں ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اہل مکہ اعتراض کرتے تھے اور الزامات لگاتے تو ان کو سمجھ ہی نہیں آتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا الزام لگائیں اس لیے کبھی وہ کچھ کرتے تھے اور کبھی وہ کچھ کرتے تھے تو یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام باتوں کا رد کیا ہے۔ اب آگے جو آیتیں ہم پڑھیں گے آیت نمبر 10 سے لے کر تو ایک طرف اللہ تعالیٰ ان کے اعتراضات کا جواب بھی دیں گے اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتائیں گے جو یہ الزام لگا رہے ہیں تو ان کے الزام لگانے کی اصل وجہ کیا ہے ؟